ردبدعات:

ماہِ صفر اور اِسلامی تعلیمات

حافظ طیب سلیم (الفرقان کالج، اوکاڑا)

وجہ تسمیہ:

''صفر'' کے لغوی معنی خالی ہو جانے کے ہیں۔ عرب لوگ حرمت والے مہینوں کا احترام کرتے ہوئے ان میں قتال وغیرہ سے باز رہتے تھے، لیکن یہ مہینے گزرتے ہی وہ قتال اور لڑائی جھگڑے شروع کر دیتے جس وجہ سے ان کے گھر خالی ہو جاتے۔

ماہِ صفر اور نحوست:

''صفر'' اِسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ بعض لوگ اس مہینے کو منحوس سمجھتے ہوئے اس میں شادیاں نہیں کرتے اور کچھ لوگ اس میں مٹی کے برتن توڑ دیتے ہیں۔ اس مہینے کو منحوس قرار دینا سراسر غلط اور قابلِ تردید ہے کیوں کہ یہ تمام مہینے اللہ رب العزت کے مقرر کردہ ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ [التوبة: ٣٦]

''بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہے، اس دن سے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں چار حرمت والے ہیں۔''

جیسے مہینوں کی گنتی اللہ کی طرف سے مقرر ہے، ویسے ہی ان مہینوں کی فضیلت بھی اللہ رب العزت کی طرف سے متعین ہے۔ وہی جس مہینے کو چاہے دوسرے پر فوقیت دے۔ کسی شخص کے لائق نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی مہینے کو فضیلت والا قرار دے، یا جسے چاہے منحوس قرار دے۔

جس طرح آج کل بعض لوگ ماہِ صفر کو منحوس قرار دیتے ہیں، اسی طرح زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ اس کو منحوس قرار دیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی اس توہم پرستی کی تردید ان الفاظ سے فرمائی:

((لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر.))

(صحيح بخاري، رقم: ٥٧٠٧)

''نہیں ہے (اللہ کی مشیت کے بغیر) بیماری کا متعدی ہونا، نہ بدشگونی (لینا جائز ہے)، نہ اُلو کی نحوست (کوئی معنی رکھتی ہے) اور نہ ماہِ صفر کی کوئی نحوست ہے۔''

ماہِ صفر کو منحوس قرار دینا اور اس وقت کو بُرا سمجھنا وغیرہ ایسے خیالات ونظریات اِسلامی تعلیمات سے دُوری کا نتیجہ ہیں۔ حالانکہ زمانے کو بُرا کہنا سخت گناہ ہے، جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے، اللہ رب العزت نے فرمایا:

((يؤذيني ابن آدم؛ يسب الدهر وأنا الدهر، بيدي الأمر، أقلب الليل والنهار.)) (صحيح بخاري، رقم: ٤٨٢٦)

''ابنِ آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے؛ (اس طرح کہ) وہ زمانے کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں تمام معاملات ہیں، میں دن اور رات کو پھیرتا ہوں۔''

ہمارے یہاں ضعیف الاعتقادی کا یہ عالَم ہے کہ اگر کسی کو اس مہینے میں کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچے تو وہ اس کی وجہ اس مہینے کو قرار دیتا ہے، حالانکہ یہ خود ہمارے ہاتھوں کی کمائی اور ہماری ہی شامتِ اعمال ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ [الشورىٰ: ٣٠]

''اور جو بھی تمھیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس وجہ سے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی چیزوں سے درگزر فرماتا ہے۔''

سیکڑوں برس گزر جانے کے باوجود آج بھی لوگوں میں مختلف قسم کی غلط رسومات اور باطل نظریات واوہام پائے جاتے ہیں۔

ماہِ صفر سے بدشگونی لینے کی وجوہات:

ماہِ صفر سے بدشگونی لینے کا بنیادی سبب اِسلام سے بعض ناواقف لوگوں کا یہ اِعتقاد ہے کہ اس مہینے میں بلاؤں، آفات اور دیگر شر وفتن کا نزول ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے تو بغیر کسی دلیل کے اپنی کتاب میں یہاں تک لکھ دیا کہ یہ مہینا نزولِ بلا کا مہینا کہلاتا ہے کیوں کہ پورے سال میں دس لاکھ اسّی ہزار بلائیں اور مصیبتیں دنیا میں انسانوں پر نازل ہوتی ہیں تو ان میں سے نو لاکھ بیس ہزار خاص ماہِ صفر میں نازل ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ایک موضوع اور بے سروپا روایت بھی درج کردی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھے صفر کا مہینا گزر جانے کی خبر دے گا، میں اسے جنت میں جانے کی بشارت دوں گا۔ (دورانِ سال ۱۲ ماہ کی نفلی عبادات، ص: ۳۳)

یہ روایت بے بنیاد ہے، علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"لا أصل له." (الموضوعات الکبری، رقم: ۸۸٦)

''اس کی کوئی اصل (حقیقت وبنیاد) نہیں ہے۔''

اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قال الصنعاني: موضوع، وكذا قال العراقي." (الفوائد المجموعة: ۱/۴۳۸)

''علامہ صنعانی اور علامہ عراقی رحمہما اللہ نے اسے موضوع ومن گھڑت قرار دیا ہے۔''

ماہِ صفر سے بدشگونی کی تردید:

اسلام میں بدشگونی سے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، چنانچہ اس بارے میں علامہ عبد الرحمان محدث مبارک پوری رحمہ اللہ کی فیصلہ کن بات کا مطالعہ کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ کا فرمان: ''بدشگونی شرک ہے۔'' یعنی لوگوں کا اعتقاد تھا کہ بدشگونی نفع لاتی ہے یا نقصان دُور کرتی ہے تو جب انھوں نے اسی اعتقاد کے مطابق عمل کیا تو گویا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکِ خفی کیا۔ بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جو کوئی یہ اِعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور چیز بھی بذاتِ خود نفع یا نقصان کی مالک ہے تو اس نے شرک کیا، یعنی شرکِ جلی کیا۔ قاضی رحمہ اللہ (ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ) نے کہا کہ بدشگونی کا نام شرک اس لیے رکھا گیا ہے کہ لوگ جس چیز کو منحوس سمجھتے، اسے ناپسندیدہ چیز کے مل جانے کا موثر سبب سمجھتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ اسباب ہی کو ملحوظ رکھنا شرکِ خفی ہے، اگر اس کے ساتھ جہالت اور سوئے اعتقاد مل جائے تو اس وقت معاملہ کتنا خطرناک ہوگا!'' (تحفۃ الاحوذی: ۵/ ۲۲۹، ۲۳۰، رقم: ۱٦۱۴)

ہمارے معاشرے میں اسی بدشگونی سے ملتی جلتی درج ذیل غلط رسومات اور رواج آج بھی پائے جاتے ہیں:

تیرہ تیزی کے دن:

ماہِ صفر کے پہلے تیرہ دنوں کو منحوس سمجھا جاتا ہے اور انھیں ''تیرہ تیزی'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان ایام میں توہم پرست لوگ شادی کرنے، کاروبار کرنے یا کوئی اور نیا کام شروع کرنے کو نحوست کا باعث قرار دیتے ہیں۔

یہ خیال اور عقیدہ بھی غلط اور خلافِ اسلام ہے، چنانچہ مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں:

''افسوس کہ اب تک ہندوستان کے مسلمان ایسے خیالات میں مبتلا ہیں کہ کسی تاریخ کو منحوس سمجھتے ہیں، کسی دن کو نامبارک جانتے ہیں۔ تیرہ تیزی کے صدقے نحوست کو دفع کرنے کے لیے نکالتے ہیں۔ اسلام میں ان باتوں کی کوئی

اصل نہیں۔ سب دن اللہ کے ہیں اور جو اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے، وہ ضرور ہونے والا ہے۔ نجومی اور پنڈت سب جھوٹے ہیں۔'' (لغات الحدیث: ۲/۶۰۵)

آخری چہار شنبہ (بدھ):

اسی طرح لوگوں میں یہ روایت بھی چلی آ رہی ہے کہ وہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کو رسول اللہ ﷺ کے ''یوم غسلِ صحت'' کے طور پر مناتے ہیں اور باغوں کی چہل قدمی کرتے ہیں۔ اس روز شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کے جواز کی یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کو رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے اور آپ ﷺ غسل فرما کر سیر کے لیے باہر تشریف لے گئے تھے۔

یہ بالکل بے بنیاد بات ہے۔ یہ ایک موضوع و من گھڑت واقعہ اور پیٹ پرستی کا بہانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں نبی ﷺ کا مرض شدت اختیار کر چکا تھا۔ اس بارے میں جناب احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابیِ حضور سید عالم ﷺ کا کوئی ثبوت ہے، بلکہ مرضِ اقدس جس میں وفات ہوئی، اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے ......اور (ابتلائے حضرت ایوب علیہ السلام کی وجہ سے) مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعتِ مال ہے۔ بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔'' (احکامِ شریعت: ۲/۱۱۰، ۱۱۱)

خاص عبادات:

ماہِ صفر بھی اللہ کے مہینوں میں سے ایک مہینا ہے جس کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں اور نہ یہ ثابت ہے کہ نبیِ کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بطورِ خاص اس مہینے میں معمول سے بڑھ کر عبادت کی ہو، یا نوافل وغیرہ پڑھے ہوں، یا ان کا حکم دیا ہو۔

اس مہینے میں خاص عبادت کے حوالے سے جو باتیں بیان کی جاتی ہیں، وہ سب بے بنیاد ہیں۔ اس بارے میں علامہ احمد بن عبداللہ السلمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''لم يصح في فضله حديث عن النبي ﷺ. وقال العلامة صديق حسن خان: لم أقف على حديث في فضل شهر صفر ولا ذمه يعني حديثا ثابتا.''

(بدع وأخطاء تتعلق بالأيام والشهور، ص: ۲۵۲)

''ماہِ صفر کی فضیلت پر نبیِ کریم ﷺ سے کوئی بھی حدیث ثابت نہیں ہے۔ علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے کہا ہے: میں ماہِ صفر کی فضیلت یا مذمت کے متعلق کوئی صحیح ثابت شدہ حدیث نہیں جانتا۔''

خلاصۂ کلام:

قرآن وحدیث کی رہنمائی اور علمائے کرام کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ ماہِ صفر کو منحوس سمجھنا، تیرہ تیزی کے دن کا اعتقاد رکھنا، آخری چہار شنبہ کو جشن کے طور پر منانا اور سیر وتفریح کے لیے نکلنا اور چُوری تقسیم کرنا، یہ سب بدعات ہیں۔ ایسے عقائد ونظریات اور اعمال کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا ہمیں بحیثیتِ مسلمان ایسے غلط نظریات اور غیر ثابت اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

❀❀❀

درخواست برائے دعائے صحت

بندۂ آثم ان دنوں بعض عوارض کے باعث علیل ہے۔ بساط کے مطابق دین کی نشر واشاعت اور تبلیغ کے لیے اللہ کی توفیق سے کام کر رہا ہے۔ احباب سے عرض گزار ہے کہ میری صحت اور تندرستی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ اللہ کریم ایمان کی زندگی دے اور اپنے دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے زندہ رکھے، آمین یارب العالمین!

([مولانا] عبدالسلام سلفی ہزاروی، بنی گالا، اسلام آباد)